Advertisement at Urdu Palace

Are you looking for an affordable website to advertise your business?

Urdu Palace offers lowest rates for all advertisers.

For Advertisement of your brand or business on our website call us or contact us through Whatsapp on following numbers

+92-348-8709449

www.urdupalace.com

عزت دار

فائزہ رابعہ

اماوس کی کالی راتوں میں سے یہ بھی ایک کالی رات تھی۔ہولناک سناٹا چاروں جانب پھیل چکا تھا۔ تاریکی نے اپنی چادر ہر سو پھیلا رکھی تھی......اس ہیبت ناک سناٹے کو کبھی کبھار مینڈکوں کے ٹرٹرانے یا جھینگر کی آواز ختم کرتی۔

نور پور سے گزرنے والی ریلوے پٹری ہے... بہ مشکل ستائیس اٹھائیس قدموں کے فاصلے پر پکھی واسوں کی خیمہ بستی آباد تھی۔انہی تاریک راتوں میں

www.urdupalace.com

ان خیموں اور جھگیوں میں کسی نہ کسی فرد کا اضافہ ہوتا......لالٹین، چارجنگ بیٹری اور موبائل کی اسکرین کے ذریعے روشنی کا کچھ نہ کچھ بندوبست ضرور ہوتا......آبادی میں اضافہ ایک تو فطرت کی طرف سے نئی روح دنیا میں بھیجنے کے طریقہ سے ہوتا یا پھر کسی نہ کسی خیمے میں کوئی لڑکا کسی لڑکی کو بھگا کر لاتا یا پھر لڑکی خود بھاگ کر آجاتی......اردگرد کی آباد بستیوں اور کالونیوں کے لیے یہ جرم ہوگا لیکن ان پکھی واسوں کے لیے یہ ایک عام سی بات تھی۔ شاید ہی کوئی چاند ایسا غروب یا طلوع ہوا ہو جب تاریک رات کا یہ کھیل ان جھگیوں کا مقدر نہ بنا ہو۔

ایسی ہی ایک تاریک رات تھی جب دھماکے کی آواز سے سارے ہڑبڑا کر اٹھے۔ دھماکے کی آواز اس قدر شدید تھی کہ بچے تو سہم کے چپ رہے مگر عورتوں نے بہ آواز بلند رونا شروع کر دیا۔ پھر جھگی اور خیمے سے ایک، ایک کر کے مرد نکلے اور دھماکے کی آواز کی سمت میں اندھا دھند بھاگے جا رہے تھے۔ دھماکے کی شدت سے جھگیوں کی ہر شے اور بلند ہو کر نیچے گری ریلوے پٹری تک پہنچتے، پہنچتے انسانی چیخیں، شور کی آوازیں غالب آگئیں۔ یہ آوازیں اتنی بھیانک تھیں کہ اردگرد کے گاؤں کے لوگ بھی اٹھ بیٹھے......چند لمحوں کی دیر تھی ایمبولینس کی آوازیں شروع ہو گئیں۔

''اوئے میں مر جاواں' یہ تو گڈیوں کا ایکسیڈنٹ ہوا ہے۔'' مائی جینا نے کلے پیٹے۔

''وے غوث توں وی اٹھ......جا ویکھ کوئی مر مرا تو نہیں گیا۔'' غوث کی ماں جینا نے غوث کو اٹھانے کی کوشش کی جو نشیوں کی طرح سو رہا تھا۔ وہ پھر بولی۔

''اوئے وہ دیکھ کریما......نادر، مختار سب جا رہے ہیں......اٹھتا ہے کہ نہیں۔'' پر غوث بے سدھ سویا رہا۔

جھگی سے نکلتے، نکلتے غوث کے باپ دلدار نے نظر ڈالی۔ سارے ہی گبرو جوان پٹری کی طرف بھاگنے والوں میں موجود تھے سوائے غوث کے... بھاگتے دوڑتے اس نے موٹی سی گالی غوث کی طرف لڑھکائی......''ہونہہ ادھی راتی منگ کو سناتا رہا ہوگا......اب کہاں اٹھے گا۔'' اس کے ساتھ جانے والے نادر نے تائیدی انداز میں سر ہلایا۔

''ہاں بھرا......عزت دار گھرانے کی منگت ہے ناں......'' غوث کے باپ کو اندازہ نہ ہوا کہ وہ طنز کر رہا ہے یا عام سی بات...... بہر حال دھماکا جتنا شدید تھا نقصان اتنا زیادہ نہیں ہوا تھا۔ کچھ مسافر زخمی ضرور ہوئے تھے مگر بچت ہوگئی......ایک، ایک کر کے سارے پکھی واسے واپس آنا شروع ہوگئے۔ واپسی کے سفر میں نادر نے پھر سلسلۂ کلام جاری رکھا۔

''ویسے بھرا جو کام بغیر دام کے ہو سکتا ہو اس پر دام لگانا کہاں کی عقلمندی ہے پر شاوا بھئی شاوا، آج کل کی پود کا ہر کام ہی وکھرا......جھلے کہیں کے۔''

غوث کا باپ شرمندہ سا ہو گیا بات تو سولہ آنے صحیح کی تھی نادر نے......پر وہ کیا کرتا......بیٹا بھی رب نے ایک دیا وہ بھی رج کے بے وقوف......بچپن کی منگ سے چٹا انکار کر کے ضد پکڑ لی ویاہ کرنا ہے مامے کی دھی نوری سے......اس کا پیو کویت جا کے راج مزدوری کیا کرنے لگا سارے طور طریقے ہی بدل ڈالے۔ غریب آباد میں تین مرلے کا پلاٹ لے کر تین منزلہ مکان بنایا......شہری لوگوں والے سارے نخرے بھی ساتھ ہی آگئے......غوث کے باپ دلدار نے بیٹے کو پہلے تیوریاں ڈال کر دکھائیں پھر طعنے تشنع سے کام لیا۔ ہاتھا پائی، خرچہ پانی بند کرنے کی دھمکی بھی دے ڈالی مگر وہ بہت ہی ڈھیٹ ہڈی کا بنا ہوا تھا۔ ہر بات کا ایک ہی جواب۔

''جتھے چاہ اوتھے راہ......'' سارے رشتے داروں نے مل کر کلیجا چھلنی کر دیا۔ بھانت، بھانت کی بولیاں......''اوئے بے غیرتا فرمیش سنی ہے اپنے مامے کی۔ ویاہ کرنا ہے تو چار بندے لے کر آؤ' ساتھ میں بری کے دو جوڑے، جوتے، ہار سنگھار بھی ہو، سونے کی مندری بھی ضرور ہو......پھر ویاہ کے اگلے دن پوری برادری کی روٹی بھی کرو......''

دوسری آواز آئی۔'' ہئے ڈب کے مرجا غوث،

www.urdupalace.com

آج تک ایسے نہیں ہوا۔ جب بھی ویاہ کرتے ہیں اپنے سے نیچوں میں کریں یا اوپر...... بس ایک تھالی ایک توا اور جھگی کا خیمہ دیتے ہیں، یہ بڑے نواب زادے آ گئے۔ ہونہہ روٹی وی کرو، کٹے کے گوشت کا سالن اور دیگ بھر کے مٹھے چاولوں کی پکاؤ......'' حقارت کی وجہ سے کہنے والے نے بائیں طرف تھوکا۔ غوثا ہنستا رہا...... وہ جانتا تھا انگور کھٹے ہیں، اِک واری اس کی منگ، اس کے مامی کی دھی نوری کو دیکھ کر سب کا جی چاہتا ہے اپنی زنانی بنانے کو...... یہ تو کھیڈ مقدراں دی ہے۔ رب نے غوثے کی مراد پوری کی...... بستی کے مردوں نے تو جو لعن طعن کی سو کی اس کی دادی سب سے زیادہ بھڑک اٹھی۔

''وئے غوث، لکھ لعنت تیرے چاہ تے تیرے ویاہ تے، اِک نہ دو پورے سولاں ستراں ہزار کا خرچہ کر کے ویاہ کرے گا...... اِک نوری رہ گئی ہے وو ہٹی بنانے کو دفع دور......'' غصے سے وہ منہ پھیر لیتی۔ ''پہلے پتر نے اپنے پیو کی نہ سنی اب اس پیو کی پتر نہ سنے گا...... شاوا بھئی شاواہ......'' غوثا ماں کی طرف دیکھ کے چپ ہو گیا۔ اس کی ماں کی اپنی ساس سے کبھی نہ بنی تھی، اب ماں کے علاوہ اس کی سگی بھتیجی آ کر اس بڑھیا کے سینے پر کیا، کیا مونگ نہ دلے گی...... کوئی دکھ سا دکھ تھا غوث کی دادی کو......

''آئے ہائے......'' وہ ٹھنڈی سانس بھر کے نواسیوں کی گنتی کرتی، شاداں فرحانہ، زرینہ، رضیہ، گلزاراں...... کبھی مولا اس جھلے کا دل بدل دے وہ اپنے مانوں کی دھی نوری سے آنکھیں پھیر لے اس کی نواسی پر دل ٹک جائے...... بس اک توا، اک تھالی، تیسری تو کوئی چیز بھی نہ مانگنا پڑے۔

کیا دادی، کیا چاچا، کیا تایا سب سمجھا کے تھک گئے مگر غوث کی ہاں نہ میں نہ بدلی...... رانجھا اور پنوں بھی اس دوڑ میں کہیں پیچھے رہ گئے۔

☆☆☆

ریل کی پٹری کے ایک طرف غوثے کی جھگیوں کی بستی تھی دوسری طرف غریب آباد کے مکانات...... دو سے پانچ مرلے کے مکانات انہی میں سے ایک سر بفلک مکان غوثے کے مامے کا تھا جس کی دھی نوری عرف رانی کو وہ دل دے بیٹھا تھا۔

ماں، باپ نے نام نوری رکھا تھا تو سوچ کے ہی رکھا ہو گا، دل کا نور آنکھوں کا سرور اور اگر اسے نوری کے ساتھ ماما، مامی، رانی کہتے تھے تو وہ تھی رانی...... مہارانی...... صراحی دار گردن، سنہری دمکتا رنگ، سرخ سیب جیسے گال، بڑی، بڑی آنکھیں جیسے جھیل...... کالے سیاہ بالوں کی ناگن کی طرح چٹیا باندھ کے چلتی تو غوثے کے دل کی دھڑکن بند ہو جاتی۔

غوثا تھا بھی بڑا شدت پسند...... جھلا...... رانی کو صبح نہ دیکھ لیتا تو صبح ہی نہیں ہوتی۔ تاروں کی چھاؤں میں اٹھ کر ہاتھ منہ دھوتا، ماں سے چائے کا پیالہ بنوا کر سُڑک کر چائے پیتا، پاپے کھاتا اور منہ پونچھتا مامے کے گھر روانہ ہو جاتا۔ بغیر کچھ کہے بغیر کچھ بولے ایک نظر رانی پر ڈالتا اور دروازے سے باہر نکل آتا...... زندگی کی طرف لوٹ آتا اس کا خیال تھا جس دن وہ رانی کو دیکھے بغیر روزی، روٹی کے لیے نکلتا اس دن ضرور کٹھا کام ہو جاتا ہے، کسی سے جھگڑا، نقصان یا کچھ اور...... زندگی کی صراحی میں دن رات ایک، ایک کر کے گر رہے تھے۔ غوثے کی ماں اکثر اسے لے کر بیٹھ جاتی۔

''پتر میرا میکا بڑا ٹور اور عزت والا ہے کوئی ایسا کم نہ کر بیٹھنا کہ میری بھتریہہ (بھتیجی) کی عزت پر حرف آئے۔ اسے لانا بڑا سوکھا ہے، وی پنجی (بیس، پچیس) ہزار ہی لگیں گے مگر رکھنا بڑا اوکھا ہے۔ میرے بھرا کے گھر میں روز ہانڈی پکتی ہے، روز کپڑے دھلتے ہیں، بول اگر اتنا خرچہ برداشت کرے گا تو پکا کم کروں ورنہ ایک توے اور تھالی کے بدلے اپنے چاچے، پھوپی کی دھی سے رشتہ جوڑ لے۔''

ماں کی بات سن کر غوث نے اپنے ڈولوں والے بازوؤں کی طرف ایسے دیکھا جیسے کوئی باڈی بلڈر دیکھتا ہے اور بولا۔

www.urdupalace.com

"اماں...... یہ بازو رب نے کما کے کھانے اور کھلانے کے لیے دیے ہیں، بتا مجھے ہے کسی کا میرے جیسا کاروبار...... تجھے بھی روز کا پورا سو روپیہ دیتا ہوں، خود اپنا بھی خرچہ پانی رکھتا ہوں ابے کو بھی ضرورت .... پڑتی ہے تو مجھ سے ہی مانگتا ہے، کیا اپنی زنانی کو بھوکا ماروں گا؟"

ماں چپ ہوگئی..... "کہتا تو ٹھیک ہے......رب نے بڑا آسرا بنایا ہے۔" وہ صبح سویرے پلاسٹک کی بوتلیں، چھان بورا، اخبارات کی ردی کے لیے نکلتا۔

رات کو واپس آتا تو جیب پیسوں سے بھری ہوتی......گلی گلی، کونے کونے میں جانا، دن میں دو دفعہ پھیرا لگانا...... پورے علاقے میں چکر لگا، لگا کر وجود تھک جاتا مگر ذہن تروتازہ ہی رہتا۔ اسے اپنے کام سے عشق تھا، اخبار کے انہیں صفحات، باسی روٹیوں کے انہی ٹکڑوں اور بوتلوں میں رب نے اس کا رزق رکھا تھا اور اسی رزق کے بدلے میں رانی اس کے دل میں جگہ بنانے میں کامیاب ہوئی تھی۔ خالی پیٹ تو پیار محبت کی باتوں کا مول بھی خربوزے کے چھلکے کی طرح ہوتا ہے۔ دو لمحوں کی خوشبو کے بعد بساند ہی بساند اس کے بس میں ہو تو سونے کی مندری کیا رانی پوری کو ہی سونے میں تول دیتا مگر سونے کا ریٹ بھی تو آسمان کی طرف چھلانگیں مار رہا تھا۔ دل کا وہ غنی تھا، جمع جتھا کرنے والا ہوتا تو سونے کی مندری بھی بنا ہی لیتا۔ خیر جنونیوں کی طرح عید، شب برات پر بھی وہ ایک پھیرا لگا کر دو چار سو کما ہی لیتا تھا......اس کا دل پسند کام شام کے وقت دس، دس کے دن بھر کے نوٹوں کو جمع کرنا، گننا اور شادی کے لیے مطلوب رقم کا حساب لگانا رہ گیا تھا۔

رانی اس کا تصور تھی، خیال تھی منبر و محراب تھی۔ اس کی حیاتی تھی۔ جب وہ گلیوں میں چھان بورے کی صدا لگاتا، رانی کی آواز اس کے کانوں میں رس گھولتی، چلتے، چلتے تھکنے لگتا تو پوری چھب سے اس کے سامنے آ کھڑی ہوتی۔

"جب تک رانی میرے دل کی مہارانی نہیں بنے گی۔ میری کمائی اپنے اوپر خرچ کرنا حرام ہے۔" باپ کی کمائی سے دو ایک سوٹ سلواتا اور آرام سے پورا سال گزار لیتا۔

اس کا حوصلہ جوان تھا اچانک منزل اس کے سامنے آ گئی۔ جھک کر اس کے قدموں تلے آ گئی...... اخبارات کی ردی میں سے نئے نو یلے کڑکڑاتے دس بارہ نیلے نوٹ نیچے گرے......آئی لکشمی کو کون ٹھکراتا ہے......بازار گیا اپنی رقم ملائی سونے کی مندری، چاول چینی، گوشت لے کر گھر پہنچا۔

باجوں گاجوں کے ساتھ بارات رانی کے دروازے پر تھی۔

غوثے کی باچھیں کھلی جا رہی تھیں۔

کچھی واسوں کے لیے یہ انہونی چیز تھی۔

"ائی اتنا خرچہ......تین جھگیاں نئی بن جائیں اتنی رقم میں۔" دادی نے کلس کر کہا۔

رانی سرخ چمکیلے سوٹ، نتھ، ٹیکے اور پھولوں کے زیور میں نئی نکور جھگی میں داخل ہوئی۔ یہ جھگی اس نے تحفے کے طور پر بنوا کر دی تھی۔ جھگی میں اس کا بری اور جہیز کا سامان اس کی ساس نے بڑے سلیقے سے سیٹ کیا ہوا تھا۔ جھگی میں داخل ہو کر اس نے پٹری کے پار میکے پر نظر ڈالی چودھویں کا چاند پوری آب و تاب سے چمک رہا تھا، اپنا نور ان پر نچھاور کر رہا تھا......اس کے پیچھے ہی غوثا اندر داخل ہوا......

"دیکھو کیسے مستیاں کر رہا ہے، چودھویں کا چن......" اس نے رانی کو مخاطب کیا۔

ساری رات دونوں کی باتیں بھی ختم نہ ہوئیں یہاں تک کہ کھیا کا مرغا بانگ پہ بانگ دینے لگا۔

غوث نے اگلے دن مامے کے گھر سے زیادہ اچھا کھانا دیا۔

میٹھے چاولوں کی دیگ......کٹے کا شوربے والا گوشت، تندور کی روٹیاں اور مولی، گاجر کا سلاد......مامے کے خاندان کے پیلے تو اس نے نلکیوں سے پینے والی بوتلیں بھی منگوائی ہوئی تھیں۔ اپنی برادری

www.urdupalace.com

کو اس نے جھگیوں کے سامنے دری بچھا کر کھانا کھلایا جبکہ ماموں کے گھر والوں کے لیے اس نے کرائے کی میز کرسیاں منگوائیں۔ سوڈے واٹر کی بوتلیں اپنے ہاتھوں سے کھول کر انہیں پیش کیں...... اس کا انگ، انگ خوش تھا۔ آخر کو عزت دار لوگ ہیں پورے شہر میں ان کی عزت ہے...... اس کا ماما عبدالکریم کو بیتا مشہور تھا۔ وہ کیسے ماموں کی آج اتنی عزت نہ کرتا۔

ولیمے کے بعد بہت عزت سے وہ ان کو پٹڑی تک رخصت کرنے گیا۔ ہر آنے والا دن رانی سے اس کی محبت میں اضافہ کررہا تھا۔ کچھ اس کی محبت اور کچھ زیور...... سرخی پاؤڈر نے اسے زمانے بھر کی حسینہ بنادیا تھا۔ اس کا باپ دلدارا کثر ہنکارا بھرتا۔

''شدائی نہ ہوتو ریڑھی پہ ساتھ بٹھا کر لے جایا کرو...... ہونہہ......'' غوثا ترنت جواب دیتا۔

''ہاں گر یہ پکھی واسوں کی ہوتی'' جلنے بھننے والی دادی بھی مرمرا گئی۔ چاچے، تائے کی بیٹیاں بھی اپنے گھروں کی ہو گئیں...... رب نے اس کے آنگن کو بھی اوپر تلے کی تین بیٹیوں سے آباد کر دیا۔ سندری، خالدہ اور زیتون، رانی اب اسے زیتون کے ابا کہا کرتی۔ غوثا بھی رانی، میری رانی، سندری کی ماں کہہ کر بلاتا...... سردیاں ہوتو گرما گرم پکوڑے یا جلیبیاں لاتا، گرمیاں ہوتو قلفی، آئس کریم، فالودہ......

تین بیٹیوں کے بعد بھی اسے رانی سے پہلے دن جیسا پیار تھا۔ ہر کسی سے بے نیاز ہو کر اس کی گود میں سر رکھتا، ناز نخرے اٹھواتا، دونوں ایک دوسرے پر مرتے اور ایک دوسرے کے لیے جیتے۔

ہاں بس ایک چیز دونوں کے درمیان رقیب تھی...... نند نہ ساس، دیورانی نہ جیٹھانی پھر بھی ایسی ظالم چیز کہ دونوں کی لڑائی اسی کی وجہ سے ہوتی...... شادی کے ان سات سالوں میں جب بھی لڑائی کا طوفان آیا اسی منحوس کی وجہ سے...... ایک کو اس سے جتنا عشق تھا دوسری کو اتنی ہی کراہیت...... درمیانہ راستہ کبھی نہ نکل سکا۔ رانی ہتھیار ڈالتی نہ غوثا پیچھے ہوتا...... تو تکار، گالی گلوچ سے سلسلہ شروع ہوتا اور مار پیٹ تک نوبت آجاتی...... لاتوں سے مارتا، گھونسوں سے مارتا...... بچاؤ کی کوشش میں اکثر رانی کا ہونٹ پھٹ جاتا۔ کپڑے خونم خون ہوجاتے۔ منہ پر سوجن آجاتی لیکن بلی کی طرح پنجے جھاڑ کر پیچھے پڑ جاتی، غراتی، چیختی، اس کے شوق کو کوسنے دیتی۔

''اوئے بدبختے میرے شوق کو کچھ نہ کہا کر میرے اسی شوق نے تجھے میری محبوبہ بنایا ہے۔'' غوث دہاڑتا۔

''ہونہہ...... محبوبہ......'' وہ نفرت سے تھوکتی۔

''زہر لگتا ہے یہ تیرا ڈبا۔'' وہ کلس کر کہتی۔

''اے سوچ کر بات کر زنانی ہے میری تو زنانی بن...... میرا اشوق تجھے زہر لگتا ہے، تو میں کیسا لگتا ہوں، بتا...... بول......؟'' وہ اس کی طرف بڑھتا۔

رانی ٹھنڈی پڑ جاتی...... سسکیاں بھرنے لگتی۔

اسے سسکیاں لیتے دیکھ کر وہ بھی ٹھنڈا پڑ جاتا...... اسے بہلاتا، معافی مانگتا۔

''دیکھ جب میں ایشوریا کو دیکھتا ہوں، کترینہ کو دیکھتا ہوں تو، تو مجھے بھی ویسے ہی لگنے لگتی ہے۔''

''آیا بڑا...... مجھے اس کتی...... رینہ کے ساتھ ملانے والا، میں نے ایک دفعہ کہہ دیا سو دفعہ کہہ دیا۔ مجھے یہ ناچ گانے والی واہیات فلمیں نہیں پسند...... یا مجھے پسند کرلو یا ان فلمی ستاروں کو......'' وہ وارننگ دیتی۔

''ہاہاہا......'' وہ قہقہہ لگا کر ہنستا۔ ''تو میرا دل ہے وہ میرے دل کی دھڑکن۔''

''ہونہہ بڑا ڈائیلاگ مارا ہے۔'' وہ جلے بھنے لہجے میں کہتی۔

خیر رات کے وقت تک دونوں میں صلح ہوجاتی۔ لڑائی کی آواز سب تک اگر پہنچتی تھی تو کیا ہوا۔ صلح کی جلیبیاں بھی تو سب کے گھروں میں پہنچ جاتیں۔ صلح سے اگلے دن وہ دھلا جوڑا پہنتی، پھولوں کے گجرے ہاتھوں میں پہنتی...... سرخی لگاتی، ارد گرد کی ساری رشتے دار کھی کھی کر کے ہنستیں...... ''دونوں ہی رج کے جھلے ہیں پہلے لڑتے مرتے ہیں پھر صلح کر کے ہیرو

www.urdupalace.com

ہیروئن بن جاتے ہیں۔" شادی کے کچھ عرصے بعد ہی رانی کو اس کے اس شوق کا پتا چل گیا تھا۔ ایک آدھ فلم شدید تھکن میں اس کے لیے وہی کام دیتی جو چائے کی پیالی دیتی ہے۔

سال چھ مہینے رانی چپ چاپ دیکھتی رہی...... منہ پہ تالا لگائے اس کا شوق برداشت کرتی رہی۔ پہلی بچی دو تین ماہ کی تھی جب غوث نے ہاتھ سے پکڑ کر اسے اپنی چارپائی پہ بٹھایا۔ "لے بھئی تو وی آجا...... اپنی آنکھیں ٹھنڈی کر...... ہیما مالنی کی پرانی فلم ہے بڑی تگڑی، سارے مسالوں سے بھری......"

رانی منہ پھلائے کام کرتی رہی، جونہی بازو سے پکڑ کر اسے پاس بٹھایا وہ کرنٹ کھا کے پلٹی...... "باز آئی میں تیرے اس شوق سے، خود ہی دکھ بے غیرت کہیں کا۔"

"کیا مطلب ہے تیرا؟" وہ حیران سا اس کا منہ دیکھ رہا تھا۔

"کہہ تو دیا ہے لے جا اپنی ہوتیوں سوتیوں کو کہیں اور میرا کلیجا جلانے کو آئے دن دیکھنے بیٹھ جاتا ہے۔" وہ پھٹ پڑی۔

"ا......و......ئے تو ان کو کہہ رہی ہے میری فلموں کو؟" وہ ہنوز حیران تھا۔

"ہاں تو اور کیا، میرے بس میں ہو تو آگ لگا دوں تمہارے اس ٹی وی کو اور کیسٹوں کو......" وہ تنفر سے بولی۔

"اے، میں نے کہا، باز آجا باز...... خبردار جو تو نے ان کے متعلق ایک لفظ کہا اور تیرے ساتھ پیار کے جتنے بول بولتا ہوں انہی سے تو سیکھتا ہوں۔" وہ تحمل سے بولا۔

"آگ لگے ان محبت بھرے بولوں کو......" اس نے حقارت سے چارپائی کے دوسری طرف تھوکا۔

"ایک فلم میں کسی کی رن (بیوی) بنی ہیں تو دوسری میں کسی اور کی...... میں بھی زنانی ہوں، مجھے نہیں پسند یہ بات...... آج کے بعد تو یہ (موٹی سی گالی) لگانا تو سہی......" اس نے دھمکی دی۔

"لگاؤں گا، ستر دفعہ لگاؤں گا، تو روک کے تو دیکھ، تیری جرأت......" غوث نے للکارا، رانی نے پلگ نکالا اور تار جھگی سے باہر پھینکی...... ٹی وی کو ٹھنڈا مار کر دل کی بھڑاس نکالی...... غوث کی آنکھوں میں خون اتر آیا...... اس نے الٹے ہاتھ کا جھانپڑ اس کے نرم و نازک وجود پر دے مارا...... وہ چکرا کر نیچے گری۔

یہ پہلی لڑائی تھی سات سال اور دو ماہ قبل کی...... اس کے بعد ایسی لڑائیاں ہر دو تین ماہ کے بعد ہوتیں...... دونوں ایک دوسرے کی ضد تھے، غوث ارکا نہ رانی پیچھے ہٹی...... اسی لڑائی، مار کٹائی اور پیار محبت سے صلح میں ان کا بیٹا بھی دنیا میں آ گیا۔ محمد بشیر...... رانی کے پاؤں خوشی سے زمین پر نہیں ٹک رہے تھے، جب تک بیٹا نہیں ہوا تھا اس کے دل میں کانٹے کی چبھن سی تھی، بیٹے کی پیدائش نے غوث کے دل میں اس کا مقام اور بڑھا دیا۔ جس دن محمد بشیر کا ختنہ ہوا... سب کو اس نے لڈو بجوائے، خوشیاں منائیں اور دیکھنے کے لیے درجن بھر فلمیں بھی...... کئی مہینوں کے بعد آج اسے فلمیں دیکھنے کا دورہ پڑا تھا۔ رانی نے پہلو بدل کر روکا...... غوث نے سنی ان سنی کر دی۔

"اے بشیرے کے ابا! میں نے کہا بند کرو یہ مجرے......" وہ نرمی سے بولی۔

"چپ کر جا، کروٹ بدل کر سو جا...... میں تو ساری رات جاگ کر یہ مجرے ہی دیکھوں گا۔" غوث نے بھی تحمل سے جواب دیا۔

دو چار منٹ خاموشی سے گزر گئے۔ بیٹا دنیا میں لانے کا نیا، نیا نشہ تھا اس نے پھر ٹوکا...... "رکتے ہو یا بند کر واؤں...... اے زیتون، سندری آکے بند کرو یہ......" اس نے پھر گالی دی۔

"اور اگر نہ بند کروں تو پھر......؟" خدا جانے غوث کو کیا ہوا۔

"کرنا پڑے گا۔" ساتھ ہی رانی نے اٹھ کر سی ڈی پلیئر کو دھکا دیا۔ لکڑی کی ناقص سی میز سے سی ڈی پلیئر نیچے گرا۔

غوث نے ایک دو تین تھپڑ اس کے چہرے پر مارے۔

www.urdupalace.com

"دفع ہوجا...... طلاق دی میں نے تجھے...... طلاق، طلاق...... لے جا اپنا کاغت...... (طلاق کا کاغذ) اور دفع ہوجا۔"

"ہائے یہ کیا بول بولے۔" رانی حیرانی سے بولی۔ "طلاق، کاغت۔" سارا دن سر پر دوپٹا لپیٹے وہ چارپائی پہ روتی رہی...... رات گئے غوث آیا وہی جلیبیاں، گرم پکوڑے اور ہوٹل کی کڑک چائے جیسے کچھ ہوا ہی نہیں۔

"بشیر کے ابا تو نے مجھے کاغت دے دیا...... میں تیری زنانی نہیں رہی اب۔" اتنا علم تو رانی کو بھی سن سنا کے مل گیا تھا۔

"اے جھلی، غصے میں طلاق ہوتی ہے نہ مذاق میں۔" رات گئی بات گئی...... محمد بشیر کے تین ماہ کی عمر ہونے تک یہ ڈراما تین چار دفعہ چلا...... ہر بار طلاق کے الفاظ بندوق سے فائرنگ کی طرح نکلتے، ہر بار رانی کی روح چھلنی ہوتی اور ہر بار غصے میں طلاق نہیں ہوتی کہہ کر دونوں مطمئن ہوجاتے۔ تاہم بیٹے کی ماں بن کر رانی میں وقتی طور پر دبنگ ہونے کا جو احساس پیدا ہوا تھا وہ ختم ہوگیا۔ غوث نے بھی ٹی وی اپنے بہنوئی کو دے دیا۔

"لے جا بھرا یہ منحوس ڈبا...... دیکھنے کو جی چاہا تو تمہارے ہاں آجاؤں گا...... روز، روز لڑنے کا بھی حوصلہ نہیں رہا۔"

رانی نے دل ہی دل میں شکر ادا کیا...... بیٹے کا پنڈا گرم لگا تو ہاتھ لگا کے محسوس کیا۔ کئی گھنٹوں سے وہ مسلسل رو رہا تھا۔ صبح روشنی میں سے اس کے جسم پر سرخ دھبے پڑے نظر آئے...... دونوں میاں بیوی پاگلوں کی طرح لے کر بھاگے۔ اتوار کا دن تھا سرکاری اسپتال بند تھا، بچوں کا ایک ڈاکٹر شہر کے پرلے سرے پر بیٹھتا تھا وہاں پہنچے ابھی دس نہیں بجے تھے، ڈاکٹر دس بجے کے بعد آتا تھا۔ دونوں بچے کو لے کر انتظار گاہ میں بیٹھ گئے اوپر دیوار پر لگے ایل ای ڈی پر کوئی مولوی طلاق و نکاح کے مسائل بیان کر رہا تھا۔

دونوں نے بغیر کسی ارادے کے مولوی کو سننا شروع کر دیا۔

"ناظرین و حاضرین میرے محبوبؐ خدا کی حدیث ہے کہ قیامت سے پہلے میری امت میں شادی شدہ لوگ زنا کی زندگی گزاریں گے آئیں اب اس کی مختلف صورتیں دیکھتے ہیں کہ وہ کون سی چیزیں ہیں جو شادی شدہ زندگی کو زنا کی زندگی بناتی ہیں۔ نمبر ایک طلاق نکاح کے مسائل کا علم نہ ہونا...... جہالت کی حد یہ ہے کہ پڑھے لکھے لوگ بھی کہتے ہیں غصے میں طلاق نہیں ہوتی، مذاق میں طلاق نہیں ہوتی، ماہواری میں طلاق نہیں ہوتی...... حمل میں طلاق نہیں ہوتی، طلاق ان حالات میں دینی نہیں چاہیے میرے بھائیوں میں بار بار کہتا ہوں طلاق ان حالات میں دینی نہیں چاہیے مگر طلاق ہوجاتی ہے، کیا سمجھے آپ......؟ طلاق۔"

رانی اور غوث ایک دوسرے کا منہ تک رہے تھے۔ دونوں کے چہرے پر ایک رنگ آرہا تھا، ایک رنگ جا رہا تھا...... خدا جانے کب ڈاکٹر آیا کب گیا، کیا کہا اور کیا نہ کہا...... دونوں کے قدم ایک ساتھ اٹھ رہے تھے مگر جھگی میں دونوں ہی داخل نہ ہوئے...... رانی آہستہ چال چل رہی تھی۔ غوثا اس کے انتظار میں جھگی کے باہر کھڑا تھا۔ رانی پہنچی مگر اندر داخل نہیں ہوئی۔

غوثے نے کہا۔ "اندر کیوں نہیں جاتیں......؟ اندر جا میں دوائی لے آؤں۔"

"اندر میں جاؤں گی یا تو جائے گا......" رانی کا چہرہ سپاٹ اور لہجہ اندوہ ناک تھا۔

"اللہ بڑا معاف کرنے والا ہے، غلطی بندہ بشر سے ہی ہوتی ہے۔" غوث نے پھسپھسے لہجے میں کہا۔

رانی شیرنی کی طرح غراتی ہوئی اندر آئی۔

"وڈا آیا بندہ بشر...... اوئے معافی غلطی کی ہوتی ہے، بخشش گناہ کی ہوتی ہے یہ تو حرام کام ہوا...... زنا کا کام ہوا...... اخ تھو......" کراہیت سے رانی نے تھوکا۔ "پہلے میں تیری زنانی ضرور تھی زانی نہیں...... نکل جا یہاں سے یا مجھے جانے دے...... میں

www.urdupalace.com

نہیں رہ سکتی یہاں......نہیں سمجھ آتا تو کسی مولوی سے مسئلہ پوچھ لے۔ بھرا ریاض سعودی عرب کے شہر مدینہ میں دس سال رہ کے آیا ہے' اس سے ہی پوچھ لے۔''

رانی نے غوث کے تایا زاد بھائی کا نام لیا......جو اتفاقاً ان دنوں پاکستان آیا ہوا تھا۔

''اچھا ٹھیک ہے تو یہیں پر رک' میں اسے لے کر آتا ہوں۔'' غوث کے قدم من، من بھر کے ہو رہے تھے اس کارواں، رواں پکار رہا تھا اللہ کرے بھرا ریاض کہے کوئی بات ہی نہیں۔ چند منٹوں میں سفید دھلا سوٹ پہنے سر پر ٹوپی اوڑھے بھرا ریاض ان کی جھگی میں بیٹھا تھا۔

''بھرا ریاض قسم کھا کے بتا اگر مرد اپنی زنانی کو دن میں کئی، کئی وار طلاق بول دے تو تو طلاق پڑ جاتی ہے ناں؟'' رانی دبنگ ہو کر بولی۔

بھرا ریاض حق دق ان کا منہ دیکھ رہا تھا۔ معاملے کی کچھ، کچھ سمجھ تو اسے آ ہی گئی تھی مگر چپ ہی بھلی......وہ خاموش رہا۔

''بھرا ریاض بتا بھی اب۔'' غوث کا سانس رک رہا تھا۔

''کہنے کو میں کہہ دوں مگر سوہنے نبیؐ کے شہر میں بارہ سال رہ کے آیا ہوں جھوٹ نہیں بول سکتا۔ طلاق تو پڑ گئی۔'' غوث نے تھوک نگلتے ہوئے بات مکمل کی۔

''خواہ غصے میں دی ہو۔'' غوث نے پوچھا۔

''بالکل بھرا غوث، بے شک مذاق میں دی ہو یا غصے میں......'' ریاض نے کہا۔

''اللہ معاف نہیں کر دے گا؟'' غوث نے منت بھرے لہجے میں پوچھا۔

''اللہ نال مذاق ہے یہ......وہ کیسے اس کو معاف کر دے۔ اس نے اپنی پاک کتاب میں طلاق کا سارا طریقہ بتا دیا ہے ویسے ہی دینی چاہیے اگر ویسے نہیں دو گے تو اس کی نافرمانی نہیں اس کے کلام کا مذاق......توبہ استغفار......'' بھرا ریاض نے کلے پیٹے۔

''کوئی صورت؟'' غوثا زندگی موت کے بیچ اِک راستہ ڈھونڈ رہا تھا۔

''اب کوئی رستہ نہیں، یہ تجھ پر حرام ہے، تیری زنانی نہیں رہی......ہاں عدت پوری کر کے جس کی مرضی زنانی بن جائے تو روکنے والا کون؟'' بھرا ریاض غصے میں تھا۔

''کسی اور کی زنانی......؟'' غوث کی آنکھوں میں خون اتر آیا۔

''آرام سے بھرا، آرام سے، جب تیری زنانی نہیں رہی تو جہاں مرضی جائے۔''

غوثا اونچی آواز سے رونے لگا......اس کے رونے سے اردگرد کی جھگیوں سے بھی لوگ بھاگ آگئے۔

رانی کی آنکھیں دنیا کے سب سے بڑے صحرا کی طرح ویران اور خشک تھیں......وہ جلدی، جلدی سامان سمیٹنے لگی۔

''بھرا ریاض، میں تیری منت کرتا ہوں اسے کہہ یہیں رہ لے، کہیں نہ جائے......میں چلا جاتا ہوں، میں کراچی چلا جاتا ہوں، تیرے ساتھ سعودی عرب چلا جاتا ہوں، میں خدا کو گواہ بنا کر کہتا ہوں جب تک میری حیاتی ہے اسے خرچہ بھیجوں گا۔ بچوں کے پڑھنے کا سارا بندوبست کروں گا۔ میں خود ڈھور ڈنگروں کی طرح محنت کروں گا، قصور میرا ہے، گناہ میرا ہے، یہ کیوں در بدر بھٹکے۔ سزا بھی میں ہی لوں گا......رب کے قنون (قانون) سے کھیلنے کا کفارہ بھی میں ہی دوں گا۔'' سفید لٹھے جیسا چہرہ لیے دو کپڑوں میں ہی وہ جھگی سے رخصت ہو گیا۔ ریل کی پٹڑی کے ساتھ چلتے ہوئے کئی بار دل چاہا رانی......دل کی مہارانی پر ایک نظر ڈال لے......مگر رانی تو منہ پر کپڑا ڈالے جھگی سے اوٹ کیے بال بچوں کے لیے کھانا بنانے میں مصروف تھی......اس کے اندر حوصلہ ہی نہیں تھا کہ وہ جانے والے پر ایک نظر ڈالے......وہ اس کی نظروں میں کہاں سما سکتا تھا۔ جھگی سے نکلتے ہوئے رانی نے آخری نظر اس پر ڈالی تھی۔ اسے غوث کا قد قطب مینار سے بھی لمبا لگا......اونچا اور اونچا آسمانوں تک پہنچا ہوا......اصل عزت دار تو وہ تھا۔

www.urdupalace.com

Advertisement at Urdu Palace

Are you looking for an affordable website to advertise your business?

Urdu Palace offers lowest rates for all advertisers.

For Advertisement of your brand or business on our website call us or contact us through Whatsapp on following numbers

+92-348-8709449

www.urdupalace.com